خلافت لائبریری ربوہ

منگل
10 اکتوبر 1995ء

روزنامہ
# الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 45-80 نمبر 227 منگل 14 جمادی الاول-1416ھ' 10 اخاء 1374ھش' 10 -اکتوبر 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## تقویٰ حاصل کرو- تقویٰ کے بعد خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں

یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دے دیا جاوے- ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے- غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں- اور اندرونی' بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے- کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہتی- تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں- متقی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے- خدا ان کا پردہ پوش ہو جاتا ہے- جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں-

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

## ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

عبادت کا دوسرا نام دعا بھی ہے- جیسے فرمایا (-) جب میرا بندہ میری بابت سوال کرے- پس میں بہت ہی قریب ہوں- میں پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ پکارتا ہے- بعض لوگ اس کی ذات پر شک کرتے ہیں- پس میری ہستی کا نشان یہ ہے کہ تم مجھے پکارو اور مجھ سے مانگو- میں تمہیں پکاروں گا اور جواب دوں گا اور تمہیں یاد کروں گا- اگر یہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں پر وہ جواب نہیں دیتا تو دیکھو. کہ تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دور ہے پکارتے ہو اور تمہارے اپنے کانوں میں کچھ نقص ہے- وہ شخص تو تمہاری آواز سن کر تم کو جواب دے گا مگر جب وہ دور سے جواب دے گا تو تم بباعث بہرہ پن کے سن نہیں سکو گے- پس جوں جوں تمہارے درمیانی پردے اور حجاب اور دوری دور ہوتی جاوے گی' تو تم ضرور آواز کو سنو گے- جب سے دنیا کی پیدائش ہوئی ہے اس بات کا ثبوت چلا آتا ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے- اگر ایسا نہ ہوتا تو رفتہ رفتہ بالکل یہ بات نابود ہو جاتی کہ اس کی ہستی ہے بھی- پس خدا کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست ذریعہ یہی ہے کہ ہم اس کی آواز کو سن لیں یا دیدار یا گفتار-

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 176)۔

## ذکر اللہ کے نتیجہ میں اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

محدود اختیار میں انسان کے لئے دو راستے کھلے ہیں ایک وہ راستہ ہے جو جہنم کی طرف لے جانے والا ہے اور ایک وہ راستہ ہے جو خدا تعالیٰ کی جنتوں کی طرف لے جانے والا ہے- جو راستہ خدا تعالیٰ کی جنتوں کی طرف لے جانے والا ہے وہ امن کا راستہ' وہ سلامتی کا راستہ' وہ اطمینان قلب کا راستہ' وہ تسکین قلب کا راستہ ہے- اسی واسطے (صاحب ایمان) جو خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق رکھنے والا اور اس کی صفات کو سمجھنے والا ہے وہ جانتا ہے کہ "ذکر اللہ" کے نتیجہ میں اطمینان قلب حاصل ہو سکتا ہے اور (صاحب ایمان) اسے حاصل کرتا ہے- خدا تعالیٰ کی جماعتوں پر کشائش اور فراخی اور خوشی اور دنیوی اعتبار سے مسرتوں کے دن بھی آتے ہیں اس وقت بھی وہ ہنس رہے ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی جماعتوں پر امتحان کے دن بھی آتے ہیں' آزمائش میں سے بھی ان کو گذرنا پڑتا ہے اور وہ خدا کے لئے اس آزمائش کو مسکراتے چہروں کے ساتھ سہہ جاتے ہیں اور پھر وہ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرتے ہیں- یہ آزمائش دنیا کی نگاہ میں سختی کے دن ہیں لیکن (صاحب ایمان) کی نگاہ میں خدا تعالیٰ کے قرب کو زیادہ حاصل کرنے کا زمانہ ہے اور خدا تعالیٰ کے قرب کو زیادہ

باقی صفحہ 7 پر

## طبیعت پر جبر کر کے جو کام کیا جاتا ہے ثواب اسی کا ہوتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

## تقریب شادی

○ مکرم محمد زاہد صاحب ابن مکرم عبد السلام (وفات یافتہ) کارکن روزنامہ الفضل کی شادی مورخہ 29- ستمبر 1995ء منعقد ہوئی- بارات ربوہ سے حافظ آباد پہنچی جس میں ادارہ الفضل کی نمائندگی مکرم میاں عبد المجید صاحب نے کی-

اگلے روز محلہ نصیر آباد میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا- جس میں دیگر احباب کے علاوہ ایڈیٹر الفضل محترم مولانا نسیم سیفی صاحب اور عملہ الفضل نے بھی شرکت کی- دعوت کے اختتام پر محترم سیفی صاحب نے دعا کروائی- اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بہت مبارک فرمائے-

## سانحہ ارتحال

○ مکرم حمید احمد علی صاحب ابن مکرم محمد بشیر احمد علی صاحب سابق امیر ضلع جھنگ مورخہ 28- ستمبر 1995ء بروز جمعرات شام آٹھ بجے کے قریب اٹھارہ ہزاری سے ربوہ آتے ہوئے کار کے حادثہ میں وفات پا گئے-

موصوف موصی تھے آپ مکرم محمود احمد بشیر احمد صاحب امیر ضلع جھنگ کے بھائی اور حضرت بابو فقیر علی صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پوتے اور حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب سابق مربی مغربی افریقہ کے بھتیجے تھے-

29- ستمبر 1995ء کو بعد جمعہ البیت الاقصیٰ میں ان کا جنازہ مولانا جمیل الرحمٰن رفیق صاحب نے پڑھایا اور امانتاً قبرستان عام میں تدفین عمل میں آئی- قبر تیار ہونے پر محترم سید عبد الحئی شاہ صاحب ناظر اشاعت نے دعا کروائی-

○ مکرم سید شاہد احمد صاحب ابن مکرم سید غلام محمد صاحب شاہ میڈیکو- فیصل آباد اسلام آباد کمپلیکس ہسپتال میں ایک ایکسیڈنٹ کے سلسلہ میں ایک ماہ داخل رہنے کے بعد 13- ستمبر 95ء کو وفات پا گئے- ان کا جنازہ ربوہ میں 14- ستمبر کو مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے بیت مبارک میں بعد از عصر پڑھایا بوجہ موصی ہونے کے ان کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی- قبر تیار ہونے پر دعا مکرم عبد الحمید صاحب آصف نے کرائی-

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت 2 روپے 50 پیسے

10- اخاء 1374 ہش    10 - اکتوبر 1995ء

# روحانی روشنی

ہماری ظاہری آنکھوں کے لئے بھی روشنی کی ضرورت ہے اور اس روشنی کے بغیر ہماری آنکھیں صحیح سلامت ہونے کے باوجود کچھ دیکھ نہیں سکتیں۔ ہمیں روشنی سورج سے بھی ملتی ہے اور ہم نے بھی روشنی مہیا کرنے کے کئی طریق اختیار کر رکھے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں اس روشنی کی کتنی ضرورت ہے۔ اندھیرے میں نہ صرف انسان کو کچھ نظر نہیں آتا بلکہ وہ ٹھوکریں کھاتا ہے۔ چلتا ہے اور یہ نہیں معلوم کر سکتا کہ راستے میں پتھر ہیں یا گڑھے ہیں۔ نشیب ہیں یا فراز ہیں۔ دائیں کو چلے یا بائیں کو چلے۔ بہرحال اس روشنی کی ضرورت چونکہ ہم میں سے ہر شخص کو ہے اس لئے بغیر کسی دلیل کے بھی ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ آنکھوں کے موجود ہونے اور ان کے صحیح سلامت ہونے کے باوجود آنکھوں سے اس وقت تک کام نہیں لیا جاسکتا جب تک روشنی موجود نہ ہو۔ اسی طرح ہمیں اندرونی روشنی کی بھی ضرورت ہے۔ جو ہماری روحانی آنکھوں کے کام آتی ہے۔ اگر اندرونی روشنی موجود نہ ہو تو ہم خدا تعالیٰ کو بھی پہچان نہیں سکتے اس کے نشانوں سے بے خبر رہتے ہیں۔ اس کے مظاہر سے ناواقف رہتے ہیں لیکن اگر ہمیں اندرونی روشنی مل جائے تو ہمیں روحانی دنیا کی ہر چیز اپنی اصلی کیفیت میں دکھائی دینے لگتی ہے ایسے معلوم ہونے لگتا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ خدا تعالیٰ ہمارے سامنے آگیا ہے ہم اس کے نشانوں کو دیکھتے بھی ہیں اور پہچانتے بھی ہیں۔ اور ہمارے دل میں ایک اطمینان لہراتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہم یہ بات آسانی سے سمجھ لیتے ہیں کہ اب ہم نے سب کچھ پالیا۔

اس اندرونی روشنی کے بغیر روحانی زندگی میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والی بات ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

"حقیقی نور کیا ہے۔ وہ جو تسلی بخش نشانوں۔ کے رنگ میں آسمان سے اترتا ہے اور دلوں کو سکینت اور اطمینان بخشتا ہے۔ اس نور کی ہر ایک نجات کے خواہش مند کو ضرورت ہے۔ کیونکہ جس کو شبہات سے نجات نہیں اس کو عذاب سے بھی نجات نہیں جو شخص اس دنیا میں خدا کے دیکھنے میں بے نصیب ہے وہ قیامت میں بھی تاریکی میں گھرے گا"۔

گویا کہ یہ روحانی روشنی نہ صرف ہمیں اس دنیا میں چیزیں دکھاتی ہے بلکہ اگلی دنیا میں بھی ہر چیز کو دیکھنے کا باعث بنتی ہے۔ پس جس طرح ہماری ظاہری آنکھوں کو روشنی کی ضرورت ہے اسی طرح ہمیں اندرونی روشنی بھی درکار ہے۔ ظاہری آنکھوں کی روشنی کے بغیر تو انسان زندگی گذار ہی لیتا ہے لیکن اندرونی روشنی کے بغیر نہ اسے سکینت ملتی ہے نہ اطمینان۔ شبہات اسے نجات سے دور رکھتے ہیں۔ اور نجات سے دور ہونا ہمیں عذاب کے قریب لے جاتا ہے۔

ہماری یہ کیفیت صرف اس دنیا میں نہیں ہوتی بلکہ اگلی دنیا میں بھی یہی کیفیت ہونا لازمی ہے۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں ظاہری آنکھوں کا نور تو عطا کرے ہی 'اندرونی روشنی سے بھی ہمیں نوازے۔ تاکہ ہم اسے بھی پہچانیں اور آسمان سے اترنے والے اس کے نشانوں کو بھی اور اس طرح سکینت اور اطمینان اور نجات حاصل کریں۔

اے خدا تو ایسا ہی کر۔

آئنہ کی طرح دکھلاؤ ہر اک کی خامیاں
دوسروں کو ایسی باتوں کی خبر ہونے نہ دو
بات سمجھاؤ کہ سمجھانے کا لطف آنے لگے
کمتری کا ان پہ کوئی بھی اثر ہونے نہ دو

ابو الاقبال

---

اگر مہنگائی ہے بازار میں تو کال کے صدقے
اگر افراط زر ہے تو فراواں مال کے صدقے
ہمیں اپنی غریبی پر ہمیشہ رشک آیا ہے
"ہم اپنی خشک روٹی' بے بگھاری دال کے صدقے"

علم پھیلا کر تم اپنا علم بڑھاتے رہنا
گرتے پڑتے لوگوں کو زینوں پہ چڑھاتے رہنا
سب کاموں سے بہتر ہے یہ کام اسے مت بھولو
جہل کی اونچی پکّی دیواروں کو ڈھاتے رہنا

چلتے رہنا کام ہمارا' منزل اپنی جانے
ہم منزل پہچان گئے ہیں یہ بھی ہمیں پہچانے
وامانده درمانده ہو کر راہ میں ہم کیوں بیٹھیں
جیت اسی کی ہے جو اپنی ہار کبھی نہ مانے

جس نے لہراتا ہوا اپنا عَلَم دیکھا ہے
اس نے اخلاص کا اک باب رُقم دیکھا ہے
دیدۂ دل سے کوئی دیکھے تو سب کچھ ہے عیاں
ہم نے اللہ کا ہر لمحہ کرم دیکھا ہے

مہنگائی کا رونا رو کر ہوتے ہو بے حال
کیا ان اشکوں سے لے سکتے ہو منڈی سے مال
جیسے کیسے بھی ہو تم سے' کرو گزر اوقات
کہتے ہیں حالات بدل جائیں گے اگلے سال

ابو الاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب

محترم ملک صلاح الدین صاحب نے حضرت سیٹھ صاحب کے متعلق محترم مولوی عبدالمالک صاحب کے خیالات اس طرح پیش کئے ہیں- لکھتے ہیں-

آپ یعنی مولوی عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ خلف حضرت مولوی ذوالفقار علی خان صاحب 1947ء میں تقسیم ملک کے وقت تک کئی سال حیدر آباد میں بطور مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ خدمات بجالا رہے تھے- اس طرح آپ کو نہایت قریب سے حضرت سیٹھ صاحب کی ذاتی سیرت کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا- اپریل 1979ء میں آپ نے خاکسار مولف (ملک صلاح الدین) کی درخواست پر اپنے مشاہدات کو سپرد قلم کیا- جو ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے-

"وہ لوگ بڑے ہی خوش قسمت ہوتے ہیں جن کی اخلاقی روحانی قدروں کے بارے میں علام الغیب خدا (-) پتہ دے ہمارے مکرم و محترم بزرگ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کا وجود بھی ایک ایسا ہی وجود تھا- جن کی بابت (حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی) کو یہ اطلاع دی گئی کہ آپ نور الٰہی کے حامل وجود ہیں- خاکسار کو لمبے عرصہ تک سیٹھ صاحب کی زندگی کے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ان میں وہ تمام خوبیاں پائی جاتی تھیں جو ایک صاحب ایمان مرد میں ہونی چاہئیں-

## دعوت الی اللہ کا شغف

سب سے نمایاں بات جو میں نے ان میں دیکھی وہ دین حق پھیلانے کا شغف تھا- اور اس کے لئے آپ کے دل میں بے پناہ جذبہ موجزن تھا- جس سے آپ معمور تھے- اپنے ذوق کے مطابق آپ اردو اور انگریزی میں ایسا مواد جمع کرتے رہتے تھے جس کے بارے میں آپ کا خیال تھا کہ ایک بار جو اسے پڑھ لے گا- اس پر حجت تمام ہو جائے گی- ان کتابوں کا مسودہ تیار کرنا ان کی طباعت و اشاعت' یہ سب کام آپ نے اپنے ذمہ رکھا ہوا تھا- اور اس کے لئے آپ بے دریغ روپیہ خرچ کرتے تھے- اپنے علاقہ میں آپ نہایت عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے- (حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی) کی طرف سے جب یہ اعلان ہوا کہ احباب جماعت یوم دعوت الی اللہ منایا کریں تو دیکھا گیا کہ سیٹھ صاحب ٹریکٹ لے کر بس سٹاپ پر جا کر کھڑے ہوتے اور ایک بس سٹاپ سے دوسرے بس سٹاپ تک تقسیم کراتے- اور یہ اندازہ فرمالیتے کہ جس کو ٹریکٹ دیا گیا ہے وہ اس کا مطالعہ کرے گا- وہ شخص جو موٹر نشین تھا اپنے امام کی آواز پر لبیک کہنے اور اپنے جذبہ دعوت الی اللہ کی تسلی کے لئے اپنے آرام کو یوں قربان کر دیا کرتا تھا- ان کی اس خوبی نے اپنے پرائے سب کو متاثر کیا-

## ایک عجیب واقعہ

ایک بار ایک رومن کیتھولک پادری سیٹھ صاحب کے مکان پر آیا اور آپ کو بڑے جوش کے ساتھ عیسائیت کی تبلیغ کی- آپ خاموشی سے ان کی باتیں سنتے رہے- اور دوران گفتگو کبھی کبھار اپنا نقطہ نگاہ بھی بیان فرماجاتے- آپ جب اس سے مخاطب ہو کر کچھ فرماتے تو بجائے خاموشی سے سننے کے وہ بار بار بول پڑتا- اس پر آپ نے اسے کہا کہ جب آپ بات کرتے ہیں تو میں نہایت خاموشی سے سنتا ہوں لیکن آپ ایسا نہیں کرتے- میری بات بھی تو آپ کو سن لینی چاہئے- اس پر وہ مزید بحث میں الجھنے کی کوشش کرنے لگا- تو آپ نے اسے فرمایا کہ آپ مجھے اس لئے تبلیغ کر رہے ہیں کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ میں اسے قبول کر کے جنت میں چلا جاؤں- کیا آپ اپنے پوپ صاحب سے مجھے اس امر کی گارنٹی دلوا سکتے ہیں کہ میں عیسائی عقائد قبول کر کے ضرور جنت میں داخل ہو جاؤں گا- میں نے جس عقیدہ کو قبول کیا ہے اور جس وجود پر ایمان لایا ہوں اس کے ذریعے مجھے بشارت ملی ہے کہ جو شخص رسالہ الوصیت کی شرائط کو پورا کرے گا وہ سیدھا جنت میں جائے گا- اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان شرائط کو پورا کرنے کی توفیق دی ہے- مجھے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس بشارت کی روشنی میں اپنے جنتی ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں- آپ نے یہ بات اس وثوق اور اس یقین سے کہی کہ وہ اس پر ایک لفظ بھی مزید نہ کہہ سکا-

---

یہ سچی بات ہے کہ انسان توبتہ النصوح کر کے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی وقف کر دے- اور لوگوں کو نفع پہنچاوے تو عمر بڑھتی ہے- اعلاء کلمہ (حق) کرتا رہے اور اس بات کی آرزو رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پھیلے اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان مولوی ہو یا بہت بڑے علم کی ضرورت ہے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے- یہ ایک اصل ہے جو انسان کو نافع الناس بنا دیتی ہے اور نافع الناس ہونا درازی عمر کا نسخہ ہے-

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

---

ہفت روزہ ٹروتھ نائیجیریا

## ہماری تاریخ

the TRUTH

THE FIRST [redacted] NEWSPAPER IN NIGERIA

حضرت صوفی مطیع الرحمان صاحب بنگالی 1927ء میں امریکہ تشریف لے گئے تھے- اور وہاں بیس سال دینی فرائض کی انجام دہی کے بعد 1948ء کے آغاز میں واپس پاکستان پہنچے- 30 نومبر 1955ء کو آپ اللہ کو پیارے ہو گئے- 1934ء میں سینائے ٹمپل شکاگو یو- ایس- اے میں آپ نے ایک لیکچر دیا جس کا عنوان تھا مذہبی تعصب- کیا ہم اس پر قابو پا سکتے ہیں؟ اس لیکچر میں آپ نے حاضرین کی اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ مغربی دنیا میں غیر عیسائی مذاہب کے متعلق بہت زیادہ ناواقفیت پائی جاتی ہے اور فرمایا کہ مذہبی تعصب کی سب سے بڑی وجہ یہی ناواقفیت ہے- اگر لوگ ایک دوسرے کے متعلق جانتے ہوں اور اچھی طرح دوسروں کے نقطہ نظر کو سمجھتے ہوں تو مذہبی تعصب پیدا ہونے کا کوئی امکان نہیں- گویا کہ واقفیت حاصل کرنے سے تعصب کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے- آپ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ مذہبی تعصب میں ہماری ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنے کا بھی بہت بڑا دخل ہے- اگر ہم ایک دوسرے کے متعلق واقفیت حاصل کرنے لگیں تو یقیناً تعصب کا خاتمہ ہو سکتا ہے- اس کے علاوہ غلط فہمیاں بھی تعصب کا باعث بنتی ہیں- آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے ڈاکٹر سیموئیل جانسن سے کسی اور شخص کے متعلق پوچھا کہ کیا آپ انہیں جانتے ہیں- انہوں نے کہا میں اس شخص کو نہیں جانتا لیکن میں اس سے نفرت کرتا ہوں- سوال پوچھنے والے نے حیران ہو کر کہا کہ گر آپ اس شخص کو جانتے نہیں تو نفرت کس طرح کرتے ہیں- جواب ملا کہ اگر میں اسے جانتا تو پھر میں بھلا نفرت کیوں کرتا- میں نفرت تو اس لئے کرتا ہوں کہ میں اسے جانتا نہیں اور میں اس کے نقطہ نظر سے ناواقف ہوں-

آپ نے فرمایا کہ ہمارا دین اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ساری انسانیت کو امت واحدہ بن جانا چاہئے ہمارا خیال ہے کہ اس دنیا کے آغاز ہی سے دراصل ایک ہی مذہب چلتا آیا ہے- ہمارے اختلافات ہمارے اپنے بنائے ہوئے ہیں اور اگر ان اختلافات کو نکال دیا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ ہم میں آپس میں بہت زیادہ موافقت پائی جاتی ہے- آپ نے فرمایا کہ میں دو تجاویز پیش کرنا چاہوں گا- جن سے تعصب کو دور کیا جا سکتا ہے- پہلی تو یہ کہ ہم سب کو اس بات کا عہد کر لینا چاہئے کہ ہم دیگر مذاہب کے پیشوایان کی عزت کریں گے اور ان کا نام اعزاز و اکرام سے لیں گے- دوسروں کے رہنماؤں کی ہتک عزت نہیں کریں گے- دوسری تجویز جو میں اسی سلسلے میں پیش کرنی چاہوں گا وہ یہ ہے کہ ہر مذہب اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے بجائے اس کے کہ دوسرے مذاہب کی خامیوں کو کرید کرید کر نکالا جائے اور ان کو پیش کرنے کے بعد اپنے مذہب کی برتری ثابت کی جائے- بہتر یہی ہے کہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جائیں اور دوسرے مذاہب کو نہ چھیڑا جائے- آپ نے فرمایا کہ اگر ان دو باتوں کی طرف توجہ دی جائے تو یقیناً مذہبی تعصب کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے- اس سلسلے میں آپ نے رنگ و نسل کا بھی ذکر فرمایا کہ سب انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ کسی کا اپنے آپ سے مختلف رنگ ہونے کی وجہ سے اس سے نفرت کی جائے-

---

## آپ کا خط ملا

مکرم اعجاز احمد ایاز سائٹ کوٹری سندھ سے لکھتے ہیں-

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل پاکستان ربوہ

(ایک سبق خاص)

مورخہ 95-8-4 الفضل میں ایک مضمون مولانا سید احمد علی شاہ صاحب کی طرف سے تھا حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے کا ایک سبق عظیم تو خاکسار کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ خاکسار کے والد محترم صوفی غلام محمد صاحب آپ ابھی دس بارہ سال کے تھے تو آپ کے والدین یعنی ہمارے دادا جان انتقال کر گئے تو آپ کا کوئی سرپرست نہیں تھا آپ ایک دیہاتی تھے اور اس وقت کی مروجہ تعلیم علاقہ کے لحاظ سے سندھی تھی اور آپ نے سکول میں صرف دو جماعت تعلیم حاصل کی باقی بہن بھائی آپ سے چھوٹے تھے گھر کی تمام تر ذمہ داری آپ پر پڑ گئی تھوڑی سی زمین تھی جس پر آپ کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے مگر آپ کو تعلیم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا اس وقت ہمارے گاؤں میں ناخواندہ لوگ تھے اگر کوئی پڑھے لکھے تھے بھی تو وہ بھی نہ ہونے کے برابر- قلم آپ کے پاس ہر وقت موجود ہوتا جس وقت بھی کسی نے آکر آپ کو کہا کہ ہمارا خط سنا کر اس کا جواب لکھ دو تو آپ اپنا کام چھوڑ کر چاہے کتنا ضروری کیوں نہ ہو سائل کا سوال پورا کر دیتے آپ گاؤں میں بطور کاتب مشہور ہو گئے گاؤں کا نمبردار مڈل پاس تھا اور ہمارے والد صاحب کو منشی کہا کرتا تھا اور جب بھی کوئی تحریر لکھنی ہوتی تو کہتا بلاؤ منشی صاحب کو

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# حضرت مولوی رحیم بخش صاحب

ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ سنجر چاہم ضلع حیدر آباد سندھ بیان کرتے ہیں:-

حضرت مولوی رحیم بخش صاحب بزرگ صورت و سیرت تھے۔ جوانی میں موضع تلونڈی جھنگلاں میں ان کا ورود مسعود ہوا اور آپ نے احمدیت کی خدمت کرتے ہوئے اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ ان نادر وجودوں میں سے تھے جن میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نے ایک انقلاب برپا کر دیا تھا۔ مولوی صاحب کے ذریعے وہاں کی جماعت قائم ہوئی۔ آپ نے اس کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنی عمر عزیز صرف کر دی۔ بڑی عمر والوں کو بھی (کلام الٰہی) پڑھایا۔ بعض کو اردو کی تعلیم دی وہاں خط لکھنے اور پڑھنے والا نہیں ملتا تھا۔ آپ نے علم کے نور سے اسے منور کیا۔ ان لوگوں کی اولادیں بڑھنے سے سلسلہ کے لئے قربانی کرنے والوں کی تعداد ہمیشہ بڑھے گی اور آپ کی دعوت الی اللہ اور تربیت و تعلیم کا ثواب ہمیشہ بڑھتا رہے گا۔ بڑھاپے میں بھی برسات تک میں دیہاتی تنگ و تاریک اور کیچڑ سے پر گلیوں میں سے تمام (عبادات) کے لئے اپنے مکان سے جو فاصلے پر تھا التزام سے بیت الحمد میں حاضری ست افراد کے لئے شرمندگی اور ولولہ خیز ہوتی۔

پنجاب میں اس زمانے میں عمومی غربت کا دور تھا۔ لیکن اہل اللہ میں ہونے کی وجہ سے ہم ہمیشہ آپ کو متبسم' صابر و شاکر' مطمئن اور پر سکینت اور باوقار پاتے۔ طبابت کو جلب زر کا ذریعہ بنانے کی بجائے آپ نے اسے خدمت خلق اور حصول رضائے الٰہی کا وسیلہ بنا رکھا تھا۔ بلا امتیاز مذہب و ملت چھوٹے بچوں کے لئے تو علاج کا سلسلہ اس رنگ میں چلتا تھا گویا کوئی بزرگ خاندان نانا یا دادا جان کے پاس پہنچے اور دوائی لے آئے۔ لیکن بڑی عمر کا آدمی سخت بیمار ہوتا تو صحت یاب ہونے پر آپ کی دعوت کر کے معمولی سانذرانہ پیش کر دیتا۔ اس متوکل بزرگ کی نظر میں گاؤں کے تمام افراد اپنے بچے یا بھائی بہن تھے۔ میرے دادا حضرت چوہدری محمد امین صاحب جیسے بزرگ نے جامع بیت موضع تلونڈی جھنگلاں کی تعمیر میں سب سے زیادہ مدد کی تھی۔ زلزلہ کانگڑہ (4- اپریل 1905ء) تک اس کے شاندار گنبد تیار ہو چکے تھے۔ چوہدری صاحب نے اس کی حفاظت کے لئے دعا کی۔ آپ نے اپنی ایک گھماؤں زمین بیت الحمد کے نام ہبہ کر دی۔

اسی طرح مکرم حکیم عبدالرحیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ والد صاحب نے گاؤں میں عمر بھر کلام الٰہی حدیث شریف اور کتب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا درس جاری رکھا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ آپ کو گہری محبت بلکہ عشق تھا۔ اور جب بھی حضرت صاحب کا ذکر آتا تو آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتیں۔ اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کی رحمت آئی اور چلی گئی۔ لیکن لوگوں نے کماحقہ قدر نہ کی۔ غیر از جماعت و غیر مسلم بنظر احترام و استحسان دیکھتے تھے۔ بٹالہ میں آپ کو بکثرت جانا اور اپنے ایک دوست میاں شیر محمد صاحب کے ہاں قیام کرنا پڑتا تھا۔ وہ آپ کے زیر اثر نہ خود احمدیت کے خلاف کوئی کلمہ کہتے نہ کسی کو کہنے دیتے۔ ان کے فرزند میاں جلال الدین صاحب (وفات یافتہ) سیشن جج لاہور بھی مزنگ میں کوٹھی تعمیر کر کے مقیم تھے۔ عند الملاقات مجھے کہا کہ آپ کے والد صاحب ولی اللہ تھے۔ میں نے کہا آپ تو احمدیت سے وابستہ نہیں۔ آپ یہ بات کس بناء پر کہتے ہیں۔ تو وہ آب دیدہ ہو گئے۔ تو کہنے لگے کہ ان کا قیام بٹالہ میں ہمارے ہاں ہی ہوتا تھا۔ میں اس امر کا شاہد ہوں کہ آپ باقاعدگی سے فجر سے پہلے کی عبادت ادا کرتے تھے اور بہت دعا کرتے تھے۔

ڈاکٹر عبد القدوس صاحب بیان کرتے ہیں کہ والد محترم نہایت سادہ' کم گو' دعائیں کرنے والے' کلام الٰہی اور بیت الحمد کے عاشق اور ہمدردی خلق کے جذبہ سے معمور تھے۔ ان کی قلبی تمنا تھی کہ دنیا میں کوئی متنفس نہ رہے جو کلام اللہ نہ پڑھا ہو۔ تلونڈی جھنگلاں میں آپ کے نقل مکانی کے وقت نہایت جاہل لوگ بھی موجود تھے۔ آپ نے دل و جان سے ان کی تربیت کے لئے مساعی کیں۔ ان کی تعلیم کے لئے ان تھک کوشش کی۔ بچوں کو اپنی گرہ سے کتب خرید کر مدد دیتے اور تعلیم پانے والے افراد کو ملازمت دلوانے میں بھی کوشاں ہوتے۔ تاکہ تحصیل علم باعث کشش ہو۔ مدرسہ کی خدمت مفت اعزازی رنگ میں عمر بھر کی۔ قادیان سے علماء کو بلا کر گھروں کی چھتوں پر (جیسا کہ دیہات میں طریق تھا) اور بیت الحمد میں تقریریں کرواتے۔ اگر لوگ جھگڑ رہے ہوتے اور آپ کا ادھر سے گذر ہو جاتا تو یہ لوگ جھگڑا بھول کر ادھر ادھر دبک جاتے۔ حقہ پینے والے حقہ چھپا لیتے اور احتراماً کھڑے ہو جاتے۔ میں نے بھی دیکھا اور ہمسایوں نے بھی بتایا کہ والد صاحب نصف شب کے بعد بیدار ہو جاتے اور چراغ روشن کر کے تخت پوش پر فجر سے پہلے کی عبادت کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ پنجگانہ عبادت ہمیشہ باجماعت ادا کرتے۔ کسی پر ناراض نہ ہوتے بلکہ ہمیشہ محبت سے لوگوں کو سمجھاتے۔ اور اگر کبھی کسی پر شدید ناراض ہوتے تو صرف ایک بار آنکھ اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے اور بس۔ منہ سے کچھ نہ کہتے۔ ان کی آنکھوں کی تاب کوئی نہ لا سکتا تھا۔ نام و نمود کا شائبہ تک آپ میں نہ تھا۔ تلونڈی جھنگلاں کے نوے فی صد افراد کو آپ کے ذریعے احمدیت نصیب ہوئی۔ ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ آپ کی زندگی کا کیا نچوڑ ہے تاہم بھی اس پر عمل پیرا ہو سکیں.........

زمانہ کے سرد و گرم۔ تنگی و فراخی طالب علمی اور بعد کی دنیوی زندگی۔ تعلم و تعلیم سب کچھ آپ نے دیکھا۔ فرمایا میری زندگی کا یہ نچوڑ ہے کہ ہاتھ میں کلام الٰہی ہو اور دنیا میں اس کی تعلیم دیتا پھروں۔ ہاں زندگی قائم رکھنے کے لئے کچھ طب کا علم ہونا چاہئے۔ تا اس ذریعے سے تکلیف میں مبتلا لوگوں کی خدمت بھی کی جا سکے۔ آپ عالم تھے۔ کوئی الجھا ہوا مسئلہ تک پوچھا جاتا تو نہایت خندہ پیشانی سے اور سہل رنگ میں سمجھا دیتے۔ دیہات کے رہنے والے بالعموم غریب ہوتے ہیں۔ اس لئے علاج میں سہل کم قیمت اور زود اثر نسخہ تجویز کرتے تھے۔ (خدا تعالیٰ سے باتیں کرتے تھے لیکن اس کا اظہار نہیں کرتے تھے)۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے والد محترم حضرت ماسٹر عطا محمد صاحب نے اس سکول کو چلایا تھا۔ 1919ء کا ایک خط جو اس سکول سے متعلق تھا (محترم مولوی عبدالرحمٰن انور صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضرت صاحب نے مجھے دکھایا) اور جس میں حضرت اباجی کا ذکر تھا اور جس کے نتیجہ میں اس سکول کے معائنے کے لئے حضرت مولوی محمد دین صاحب کو تلونڈی جھنگلاں بھیجا گیا تھا۔ یہ 1919ء کی بات ہے گویا جب یہ سکول شروع ہوا تو اس وقت سے میرے والد محترم اس کے انچارج تھے۔ اس کی ایک وجہ شائد یہ بھی تھی کہ تلونڈی جھنگلاں کے قریب ہی ہرسیاں ہے۔ والد محترم کی شادی ہرسیاں میں حضرت میاں فضل محمد صاحب کی سب سے بڑی بیٹی سے ہوئی۔ اباجی نے خود مجھے بتایا کہ وہ روزانہ قادیان سے تلونڈی جھنگلاں پیدل جایا کرتے تھے اور پیدل واپس آتے تھے۔ کلام الٰہی کا ایک چھوٹا سا نسخہ آپ کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ اور آپ تلونڈی جھنگلاں جاتے ہوئے اور وہاں سے واپس قادیان آتے ہوئے اس کی تلاوت کرتے تھے اور اسے حفظ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اسی طرح کلام الٰہی کا خاصا حصہ حفظ کر لیا ہوا تھا۔

بقیہ صفحہ 5

کی راہ میں خرچ کرتا ہوں۔ ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے گذارے کے لئے رکھتا ہوں اور باقی ایک تہائی دوبارہ ان کھیتوں میں بیج کے طور پر استعمال کرتا ہوں۔

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

# محترم چوہدری محمد علی صاحب
## کا ایک مکتوب ایک تبصرہ

محترم چوہدری محمد علی صاحب سابق پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ حال وکیل وقف نو' نے ایک مکتوب انگریزی میں تحریر فرمایا'

(ترجمہ) ربوہ 11.3.1982

میرے پیارے

(سلام)

آپ نے مہربانی فرما کر مجھے جو تحفہ "دی سانگز" (آف سول) کا بھیجا ہے اس پر آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ مجھے یہ علم نہ تھا کہ آپ انگریزی زبان کے بھی شاعر ہیں۔ اور یہ بھی پتہ نہ تھا کہ آپ انگریزی کے اتنے اچھے شاعر ہیں۔ کیونکہ انگریزی بہرحال ایک غیر ملکی زبان ہے۔ اور اس کے معانی اور مفاہیم غیر ملکی ذہنوں میں اتنی آسانی سے نہیں آسکتے۔ اور خصوصاً جبکہ معاملہ گہرے مذہبی جذبات و تجربات کا ہو۔ لیکن یوں لگتا ہے کہ آپ نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے۔ میں ابھی تک تمام "سانگز" کو پڑھنے کے قابل نہیں ہو سکا۔ لیکن جس قدر میں نے پڑھا ہے اس نے مجھے حقیقی معنوں میں لطف و مسرت عطا کی ہے۔ یہ محض قافیہ بندی نہیں ہے۔ یہ حقیقی شاعری ہے۔ اس کے مطالعے سے ایک شخص اس دنیا سے بلند ہو کر اور آزاد ہو کر ان اعلیٰ اقدار میں کھو جاتا ہے جو سچائی' خوبصورتی' اچھائی' خدمت' عاجزی اور خود آگاہی کی دنیا ہے۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں آپ کو اس شاندار کارکردگی پر مبارکباد دوں۔ میں اس کتاب کے باقی حصہ کو پڑھ کر زیادہ بہتر رائے دینے کا اہل ہو سکوں گا۔ اور میں منتظر ہوں کہ یہ اس خزانے کے باقی حصے کو پڑھ کر مزید لطف حاصل کر سکوں۔ یہ ایک بہترین اور ٹھوس مجموعہ کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس شاندار مجموعہ کی بہترین جزا دے۔

آپ کا شکر گذار

بہترین اور نیک تمناؤں کے ساتھ

آپ کا مخلص

محمد علی چوہدری

میں نے تو آج تک محبت سے زیادہ اثر کرنے والی کوئی بات نہیں دیکھی۔ اس لئے ہماری جماعت کا بھی محبت آمیز شعار ہونا چاہئے کہ جب کوئی بات کرے تو ہر آدمی محسوس کرے کہ اس کے اندر اخلاص ہے۔ اور اس کا دل محبت سے بھرا ہوا ہے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

انور اقبال سیفی

بشکریہ روزنامہ ڈان

# اپنے دفاعی نظام کو مضبوط بنائیے

انسان کا دفاعی نظام ہمارے جسم کے دفاعی میکنزم (Mechanism) پر مشتمل ہے۔ یہ کروڑوں جرثوموں، وائرس اور مائیکروبس کو جو ہماری روزمرہ زندگی کی جدوجہد کے دوران ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں، ان سے جنگ کر کے انہیں ہمارے جسم سے دور رکھتا ہے۔

کسی بھی نظام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت سے لے کر اپنی موت تک بدلتے ہوئے پرخطر ماحول کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی جسمانی صحت کو قائم رکھے۔ آپ ذرا غور کریں کہ ہمیں اپنے دفاعی نظام کی کس قدر ضرورت ہے۔ یہ ایک طرح سے دفاع کا محکمہ ہے جو ایک چوکیدار کی طرح سے ہمارے جسم کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ انسانی جسم کا دفاعی نظام ہی ہے جو ہمیں صحت مند اور توانا رکھتا ہے۔ ایک عام سوال جو اکثر ہم ایک دوسرے سے روزانہ کرتے ہیں وہ یہی ہوتا ہے کہ آپ کیا حال ہے اور جواباً بغیر سوچے سمجھے کہ اس سوال کے اصل معنے کیا ہیں ہم کہہ دیتے ہیں کہ بالکل ٹھیک ٹھاک۔ یہ ایک فوری اور آسان جواب ہے۔ لیکن اگر ہم خود اپنے آپ سے انصاف کریں تو ہمیں اپنے دفاعی نظام کی اثر پذیری کے متعلق مزید کچھ معلوم کرنا چاہئے۔ اگر ہمارا یہ نظام صحیح طور پر کام نہیں کر رہا۔ اور ٹھیک حالت میں نہیں ہے تو ہم اکثر بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دفاعی خلیوں کی افواج ہمیشہ اس قابل ہوتی ہیں کہ اپنے دشمنوں کو پہچان سکیں۔ اور پہچان کر ان کو تباہ کر سکیں۔ لیکن اگر اس دفاعی نظام کو اپنی استعداد سے زیادہ کام کرنے پر مجبور کیا جائے تو پھر یہ اتنا مستعد نہیں رہ سکے گا۔ جسم کا توازن قائم رکھنے کے لئے یہ نظام فوراً اپنا عمل شروع کر دیتا ہے۔ اگر ہمارا یہ نظام اس جنگ میں کامیاب رہے تو ہم صحت مند رہتے ہیں۔ لیکن اگر اس نظام پر زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے تو اس کی استعداد کم ہو جاتی ہے۔ اور اور یہی وہ موقعہ ہوتا ہے جب بیماری ہم پر قبضہ پانے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ آپ جب بیمار ہوتے ہیں تو دراصل آپ کا جسمانی توازن بگڑ جاتا ہے۔ اور اس توازن کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے پھر دفاعی نظام کو ہی میدان عمل میں آنا پڑتا ہے۔ اور اس طرح سے اگر یہ نظام غالب آ جائے تو ہم صحت مند ہو جاتے ہیں۔ اور اگر یہ نظام پہلے ہی کمزور ہو تو پھر بیماری اتنی آسانی سے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ اس لئے کسی بیماری کی شدت کا انحصار ہمارے جسم کے دفاعی نظام کی حالت پر ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ہمارے جسم کا دفاعی نظام ٹھیک طور پر کام کرتا رہے تو کوئی بیماری ہم پر غلبہ نہیں پا سکتی۔

جسمانی دفاعی نظام کو صحت مند اور اچھی حالت میں رکھنے کے لئے ہمیں اپنی خوراک اور خورونوش کی عادات پر نظر رکھنی چاہئے۔ پکی ہوئی اور تیار شدہ خوراک ہمارے جسمانی دفاعی نظام میں تبدیلیاں پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن بغیر پکی ہوئی یعنی قدرتی حالت میں حاصل ہونے والی اشیائے خوراک ایسا نہیں کرتیں۔ اس لئے عقل مندی اسی میں ہے کہ پکی ہوئی خوراک کھانے سے پہلے سلاد کی صورت میں کچی سبزیات کھائی جائیں ایسا کرنے سے جسمانی دفاعی نظام پر بوجھ کم ہو جائے گا۔ پس اصل بات یہ ہے کہ ہماری کھانے پینے کی عادات ہی ہمارے جسمانی دفاعی نظام کو ٹھیک اور اچھی طرح سے منظم رکھتی ہیں۔

ہمارا اسلوب زندگی وقت کے ساتھ بہت سارا بدل گیا ہے۔ ماحول میں نئے کیمیکلز کے شامل ہونے کی وجہ سے نیچر کا توازن بھی درہم برہم ہو گیا ہے۔ اور قدرتی طور پر اس کا اثر ہمارے جسموں پر بھی ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں ہمارا جسمانی دفاعی نظام بھی متاثر ہوتا ہے۔ جبکہ پہلے زمانوں میں صرف یہی نظام انسانوں کے جسموں میں صحیح توازن قائم رکھتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہماری نسلی بقا ہی خطرے میں پڑ چکی ہے۔ کیونکہ ہماری کمزوریاں اور خامیاں ہماری اگلی نسلوں کو منتقل ہوتی رہیں گی۔

صحیح غذائیت والی خوراک کے میانہ ہونے کی وجہ سے جسمانی دفاعی نظام کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے۔ ہم جو خوراک کھاتے ہیں۔ اس کا متوازن ہونا از حد ضروری ہے۔ اس میں وہ غذائیت ضرور موجود رہنی چاہئے جو کہ پکنے سے پہلے کچی حالت میں اس میں پائی جاتی تھی ہمیں یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ ہمیں اپنی خوراک اس طرح پکانا چاہئے کہ ضروری غذائیت پکانے کے عمل کے دوران ضائع ہونے سے بچ جائے۔ اور ہمارے جسم کا حصہ بن سکے۔

ہمیں اپنی خوراک کو عقلمندی سے استعمال کرنا چاہئے۔ اور اس کو چھیل کر اس میں موجود بہت سارے اچھے اور ضروری غذائی اجزا کو ختم نہیں کر دینا چاہئے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ اپنے جسمانی دفاعی نظام کو مضبوط بنانے میں ممد ہوں گے۔ خوراک کو بہتر طور پر پکانے کے لئے ذیل میں چند باتیں درج کی جاتی ہیں۔

1۔ سبزیوں کا چھلکا مت اتاریئے۔ لیکن اگر آپ کو سبزیوں کا چھلکا بالکل پسند نہیں تو پھر کم از کم یوں کیجئے کہ پکانے کے بعد کھانے سے پہلے اتار لیجئے۔ سبزیوں کا چھلکا ضروری غذائی اجزا مثلاً معدنیات اور اسی طرح کی دیگر مفید اجزائے خوراک کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ اور اندر ہی رکھتا ہے۔

2۔ سبزیوں کو پکانے سے پہلے دیر تک پانی میں بھگو کر نہ رکھئے۔ کیونکہ اگر آپ ایسا کریں گے تو وٹامن بی اور وٹامن سی ضائع ہو جائیں گی۔

3۔ اسی طرح سبزیوں کو پکانے سے فوراً پہلے ہی کاٹنا چاہئے۔

4۔ سبزیوں کو پکانے کے لئے یہ نہیں کرنا چاہئے کہ پہلے ان کو ٹھنڈے پانی میں ڈال کر چولہے پر رکھا جائے اور پھر سبزی ملے پانی کو ابالا جائے۔ اس طرح کرنے سے وٹامنز کی زیادہ مقدار ضائع ہو جاتی ہے۔ بلکہ کرنا یہ چاہئے کہ پہلے پانی کو ابالا جائے اور پھر اس ابلتے ہوئے پانی میں سبزیوں کو ڈال کر مزید پکایا جائے۔

5۔ سبزیوں کو توڑنے کے بعد اگر انہیں فوری طور پر منجمد کر لیا جائے تو ان میں وٹامنز کی بیشتر مقدار محفوظ ہو جاتی ہے۔ پکانے کے وقت سبزی کو منجمد حالت میں ہی پکایا جائے۔ یعنی یہ نہیں کرنا چاہئے کہ پہلے اس کو عام درجہ حرارت پر لایا جائے اور پھر پکایا جائے۔ اس طرح کرنے سے بھی وٹامنز ضائع ہوتی ہیں۔

6۔ کھانے پکانے کے لئے سٹین لیس سٹیل یا شیشے کے برتن استعمال کرنے چاہئیں۔ کیونکہ یہ باقی دھاتوں کے برتنوں سے کم نقصان دہ ہوتے ہیں۔

7۔ خوراک کو ضرورت سے زیادہ نہ پکایا جائے۔

---

شیخ عبدالمنان

# کلاشنکوف کلچر

قرون اولیٰ میں جنگیں ہوتی تھیں۔ میدانوں یا دریاؤں کے قریب پڑاؤ ڈالا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں ہاتھی۔ گھوڑے اور اونٹ وغیرہ بار برداری اور لڑائی کے سامان کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ وہ تیر و تفنگ کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد جو زمانہ آیا۔ اس میں خنجر۔ بندوق یا رائفل کا استعمال ہوا۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا چلا گیا۔ اس میں دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لئے نئے نئے ہتھیار ایجاد ہوتے چلے گئے۔ آج کل کے دور میں ترقی یافتہ قوموں نے انسان کی تباہی کے لئے مہلک اور خطرناک ہتھیار ایجاد کر لئے اور دہشت گردی کے لئے قسما قسم کے ہتھیار تیار کر لئے ہیں۔ آج کل کلاشنکوف کا استعمال زبان زد عام ہے۔ یہ ہتھیار دستی ہتھیاروں میں سے ایک خطرناک ہتھیار ہے۔ ایک ہی برسٹ انسانی زندگی کے پرخچے اڑا کر رکھ دیتا ہے۔ خیال آتا ہے کہ انسان کتنا ظالم ہو گیا ہے تباہی کے لئے کیسے کیسے خطرناک ہتھیار ایجاد کر لئے گئے ہیں۔ جو آسانی

باقی صفحہ 4 پر

# فضلِ الٰہی

مبشرہ بشیر چوہدری کہتی ہیں:۔

زندہ قوموں کے لئے ان کے اسلاف کے کارنامے شمع روشن ہوا کرتے ہیں۔ لیکن اصل فائدہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان ان کارناموں کو دل کے نہاں درنہاں خانوں میں ہمیشہ کے لئے چھاپ لے۔ اور اپنے ہر عمل کو اپنے بزرگوں کے اعلیٰ وارفع طرز زندگی کے رنگ میں رنگ لے۔

عرب کے جاہل بدوؤں کی یہ حسین اور بے مثل تربیت بے شک اللہ تعالیٰ کے بے حساب فضل کا نتیجہ تھی جو رسول کریم ﷺ کے پاک و مطہر وجود کی صورت میں ظہور پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ پاکیزگی نفس اور لامحدود علمی خزانے کے اثر نے عرب قوم میں وہ تاثیر پیدا کی۔ جس کا جواب دنیا کی تاریخ دینے سے قاصر ہے۔ آپ ﷺ کی انوکھی تربیت کے باعث بجھی ہوئی خاک سے چنگاریاں نکلیں اور یہی چنگاریاں چراغ بنیں...... یہی چراغ ستارے بنے۔ اور ان کی روشنی سے تاریک دنیا منور ہو گئی۔ اور آپ نے اپنی امت کی اصلاح کے لئے ہر ممکن اور موثر طریق اختیار فرمایا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ چھوٹے چھوٹے واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو سناتے جن میں بڑے سبق اور ترقی کے راز پوشیدہ ہوتے تھے۔ آیئے آپ بھی ایک واقعہ سنئے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے یہ قصہ بیان فرمایا کہ ایک شخص بے آب و گیاہ جنگل میں جا رہا تھا۔ بادل گھرے ہوئے تھے۔ اس نے بادل میں آواز سنی کہ "اے بادل فلاں نیک آدمی کے باغ کو سیراب کر" وہ بادل اس طرف کو ہٹ گیا۔ پتھریلی سطح مرتفع پر بارش برسائی۔ پانی ایک چھوٹے سے نالے میں بہنے لگا۔ وہ شخص اس کنارے پر چل پڑا۔ کیا دیکھتا ہے کہ نالہ ایک باغ میں جا داخل ہوا۔ اور باغ کا مالک پانی بیلچہ سے ادھر ادھر مختلف کیاریوں کو لگا رہا تھا۔ اس آدمی نے باغ کے مالک سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے تمہارا نام کیا ہے۔۔ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سنا تھا۔ پھر باغ کے مالک نے مسافر سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے میرا نام کیوں پوچھتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے اس بادل سے جس کی بارش کا پانی تم لگا رہے ہو یہ آواز سنی تھی اے بادل فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر۔ تم نے کون سا ایسا نیک عمل کیا ہے جس کا یہ بدلہ تجھے ملا۔ باغ کے مالک نے کہا اگر آپ پوچھتے ہیں تو سنیں۔ میرا طریق کار یہ ہے کہ جو پیداوار اس باغ کی ہوتی ہے اس کا ایک تہائی حصہ خدا تعالیٰ

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

# ترکی کی خاتون وزیر اعظم

ترکی کی پہلی خاتون وزیر اعظم مادام تانسو چیلر ایک بار پھر حکومت بنانے میں کامیاب ہو گئی ہیں۔ ایک اہم اقلیتی پارٹی نے وزیر اعظم تانسو چیلر سے تعاون کی حامی بھرلی ہے۔ تاہم اس پارٹی نے اشارہ کیا ہے کہ وہ بعد میں مشکل پیدا کر سکتی ہے۔ اس پارٹی کے لیڈر مسٹر الپ ارسلان نے کہا کہ موجودہ وقت کی نازک صورت حال کے پیش نظر انہوں نے مادام چیلر کی حمایت کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ حمایت مشروط ہے۔ مسز چیلر نے اقلیتی حکومت دوبارہ تشکیل دے لی ہے۔

مسٹر الپ ارسلان نے کہا کہ ان کی شرائط یہ ہیں کہ ورکرز کی دو ہفتہ سے جاری سٹرائیک ختم کرائی جائے۔ کئی دہائیوں سے ترکی میں یہ سب سے بڑی سٹرائیک تھی۔ اس کے علاوہ انتخابی نظام میں اصلاحات لائی جائیں۔ اور انتخابی قوانین کو آئین کی حالیہ تبدیلیوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔

یہ شرائط وہی ہیں جو سابق وزیر اعظم بلند ایجویت اور ان کی اقلیتی ڈیمو کریٹک لبرل پارٹی نے پیش کی تھیں۔

لیکن مسٹر ارسلان نے کہا کہ وہ مسز تانسو چیلر کی یورپی برادری کی کسٹم یونین کے مطالبات کی مخالفت کریں گے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ 11 سال پرانے کردوں کے ساتھ تنازعے کو خالص فوجی بنیادوں پر حل کرنے کی بجائے مذاکرات سے کیا جائے۔ ان کا کہنا ہے کہ کردش ورکرز پارٹی کے خلاف فوجی مہم اسی زور و شور سے جاری رکھی جائے یورپی یونین اس مسئلے کے فوجی حل کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیتی ہے۔ مگر ملک میں عمومی طور پر کردوں کے خلاف سخت اقدامات کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

چند ہفتے قبل جب ایک پارٹی نے مسز تانسو چیلر کی حکومت سے الحاق ختم کرا دیا تھا تو ان کو وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دینا پڑا تاہم ان کو دوبارہ حکومت بنانے کی دعوت دی گئی اور اب وہ اقلیتی حکومت بنا رہی ہیں۔

ooo

## صدر منڈیلا کی مخالفت

جنوبی افریقہ کے پہلے سیاہ فام صدر مسٹر نیلسن منڈیلا نے جب انتخابات جیت کر حکومت قائم کی تو انہوں نے سابق صدر مسٹر ڈی کلارک کی حمایت بھی حاصل کی اور مسٹر کلارک کو نائب صدر مقرر کیا۔ ان دونوں کے تعلقات خاصے عرصے تک ٹھیک چلتے رہے۔ مسٹر نیلسن منڈیلا نے سفید فاموں کے نسل پرستی کے مظالم بھی معاف کر دیئے۔ تاکہ ملک میں موجود سفید فاموں کو ناراض نہ کیا جائے جو ملک کی اقتصادیات کے بڑے حصے پر قابض ہیں۔

نائب صدر مسٹر ایف ڈبلیو ڈی کلارک نے کہا کہ ان کے مسٹر نیلس منڈیلا سے بنیادی فلسفیانہ اختلاف پیدا ہو گئے ہیں اور اب ان کے تعلقات ماضی کی طرح خوشگوار نہیں رہے۔

مسٹر ڈی کلارک نے گذشتہ دنوں صدر منڈیلا سے ایک تلخ ترش گفتگو کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ 'ذاتی سطح پر میں یہ کہوں گا کہ یہ تعلقات کشیدہ ہیں۔ کئی معاملات پر ہمارے نکتہ نظر میں اختلاف پیدا ہو چکا ہے۔ میں اس انتظار میں ہوں کہ ان کے ساتھ ایک بنیادی نوعیت کی بات چیت کروں۔ اس میں' میرے ساتھی اور نائب صدر تھابو مکیکی بھی شامل ہوں۔

مسٹر ڈی کلارک نے کہا کہ ہماری شادی صحیح معنوں میں شادی نہیں رہی۔

ooo

## اخبارات میں سے

رحیم اللہ یوسف زئی صحافی ہیں جو پاکستانی اخبارات اور بیرونی ممالک کے اخبارات اور خاص طور پر بی بی سی کو اپنی رپورٹیں ارسال کرتے ہیں انہوں نے دی نیوز کے 29۔ ستمبر 1995ء کے شمارے میں اپنی بعض مشکلات کا اظہار کیا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ یہ عجیب بات ہے کہ سرحد میں مذہب کی بنیاد پر کئی باتیں ایسی ہو رہی ہیں جن کی رپورٹیں اس لئے آسان نہیں کہ مذہبی جماعتیں ایسی رپورٹوں کی انتہائی مخالفت کرتی ہیں۔ متعدد واقعات جو انہوں نے اپنی مشکلات کے پیش کئے ہیں ان میں وہ کہتے ہیں کہ قریب کے ماضی میں جو رپورٹنگ کے لحاظ سے انتہائی مشکل واقعہ پیش آیا وہ شب قدر کا تھا۔ جہاں پر ایک احمدی کو انتہائی بے دردی سے زدو کوب بھی کیا گیا۔ اور ان کی لاش کو گلیوں بازاروں میں گھسیٹا گیا۔ جن کا نام ریاض احمد ہے ہجوم نے عدالت کے احاطے سے انہیں مارنا شروع کیا اور اس کے ساتھ ہی ان کے خسر کو بھی۔ ان کے وکیل عبدالرشید صاحب تو بھاگ کر اپنی جان بچا گئے۔ لیکن ریاض احمد صاحب نے دم توڑ دیا۔ ان کے خسر کو بہت چوٹیں آئیں۔ ویسے بچ وہ بھی گئے۔

رحیم اللہ یوسف زئی کہتے ہیں کہ اس واقعہ کی رپورٹنگ اس لئے بھی انتہائی مشکل تھی کہ ان دنوں وزیر اعظم صاحبہ امریکہ کے دورہ پر تھیں اور ڈر تھا کہ یہ واقعہ ان کے دورے کو متاثر نہ کر دے۔ بعض اخبارات نے بھی بڑی ڈھٹائی سے اس واقعہ کو مروڑ تروڑ کر کے رپورٹیں کرنے کی کوشش کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسے واقعات کی رپورٹنگ میں اپنی جان کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن جو لوگ صحیح معنوں میں صحافی ہیں وہ اس بات سے کب ڈرتے ہیں۔ ان کا اصل مطلب تو صحیح واقعات کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہوتا ہے۔

رحیم اللہ یوسف زئی یہ بھی کہتے ہیں کہ بعض صحافیوں نے دولت خاں سے سنٹرل جیل پشاور میں انٹرویو کئے۔ یہ وہ شخص ہے جس کے احمدی ہونے پر یہ سارا جھگڑا اٹھا تھا۔ اور یہ صحافی اس کے گاؤں متہ مغل خیل بھی گئے تاکہ اس کے خاندان کے افراد سے اور اس کے گاؤں کے لوگوں سے حالات کا پتہ کریں۔ لیکن اخبارات اس داستان کو چھاپنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ریاض خاں کی ہلاکت (لنچنگ) کو جان بوجھ کر بعض اخبارات نے غلط پیش کیا۔ اور یوسف زئی کا خیال ہے کہ ایسا انہوں نے حکومت کے ایماء پر کیا تھا۔

ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ خیال ان کا کہاں تک درست ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ریاض احمد کو احمدی کہنے سے بھی گریز کیا گیا۔ صرف کافر کے لفظ سے ان کی تھوڑی بہت خبر پیش کی گئی۔

اگر آپ یہ ساری رپورٹ پڑھنی چاہیں تو دی نیوز کے 29۔ ستمبر 1995ء کا شمارہ دیکھیں۔

---

میاں عبدالمجید

# ایک سفر کئی سبق

ایک دوسرے کی خوشیوں میں شریک ہونا ایک خوشگوار فریضہ بھی ہے اور ایک معاشرتی اور تمدنی ضرورت بھی۔ ایسے موقعوں پر جہاں ہم دیگر انسانوں کی مسرتوں میں اضافہ کرتے ہیں وہاں خود بھی ان مسرتوں سے کچھ حصہ اپنے دامن میں سمیٹ لیتے ہیں۔ ایسا ہی ایک موقعہ میرے لئے اس طرح پیدا ہوا کہ ادارہ الفضل کے ایک ساتھی کارکن مکرم محمد زاہد صاحب کی بارات میں جس کی منزل حافظ آباد تھی مجھے ادارہ ہذا کی نمائندگی میں مورخہ 29 ستمبر 1995ء کو شمولیت کا موقعہ ملا۔

اس قسم کی تقریبیں اپنے اندر کئی دلچسپ اور مفید پہلو رکھتی ہیں۔ بعض نئے احباب سے شناسائی ہو جاتی ہے اور ان کے خیالات کو جاننے کا موقع ملتا ہے جو دلچسپی کا موجب ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں عملی زندگی میں کام آنے والے بعض سبق بھی حاصل ہوتے ہیں۔

بارات جو متعدد کاروں اور ایک بس پر مشتمل تھی 29 ستمبر 1995ء کو سوا آٹھ بجے صبح دعا کے بعد ربوہ سے روانہ ہوئی۔ کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ کاروں کا باہمی فاصلہ جو کم ہونا چاہئے تھا تاکہ سب اہل قافلہ ایک دوسرے سے باخبر رہیں۔ بعض کار چلانے والوں کی مختلف رفتاروں کی وجہ سے زیادہ ہو گیا۔ اس بات کو محسوس کرتے ہوئے ہماری کار جو سب سے آگے تھی۔ اسے ہم نے پنڈی بھٹیاں سے کچھ فاصلہ پر ایک ہوٹل کے قریب روک لیا تاکہ دیگر اہل قافلہ بھی ہمارے ساتھ آملیں۔ بعد میں آنے والی ایک کار میں سوار افراد کی زبانی یہ انکشاف ہوا کہ بری کی بعض چیزیں جن کا ساتھ لے جانا ضروری تھا ربوہ میں ہی رہ گئی ہیں۔ اور ان چیزوں کو لینے کے لئے ایک کار ربوہ واپس گئی ہے۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ جلد ہی اس بات کا علم ہو گیا ورنہ اگر منزل پر پہنچنے پر اس بات کا پتہ چلتا تو یہ امر بہت پریشانی کا موجب بنتا۔ کچھ دیر انتظار کے بعد مطلوبہ اشیاء آ گئیں۔ اس دوران ہم لوگوں نے ہوٹل سے چائے پی کر اپنے آپ کو تازہ دم کیا۔

چیزوں کے بھولنے سے ہمیں اس بات کا احساس ہوا کہ پرانے بزرگوں کا یہ طریق ہوا کرتا تھا کہ اس قسم کے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اس بات کا پورا اطمینان کر لیا جاتا تھا کہ کوئی ضروری چیز جلدی میں لے جانی بھول تو نہیں گئی اور تھوڑی سی بروقت احتیاط سے کسی قسم کی ناخوشگوار صورت حال سے بچنے میں بہت مدد ملتی تھی۔

بارات میں ہر عمر کے لوگ تھے بزرگ بھی اور نوجوان بھی جو ایک دوسرے سے خوش گپیاں کرتے ہوئے سفر کو خوشگوار بنا رہے تھے۔ نوجوانوں کے مذاق کا انداز ان کی عمر کے مطابق تھا اور بڑی عمر والوں کا اپنی عمر کے مطابق۔ اور مذاق کا یہ سلسلہ نہ صرف سفر میں رہا بلکہ سفر کے بعد منزل پر پہنچ کر بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ خاص طور پر دو بزرگوں کی باہمی چھیڑ چھاڑ لگاتار جاری رہی۔ یہ دونوں محلے میں جماعتی انتظامی عہدوں پر فائز تھے۔ اور اپنے اپنے تجربے اور مہارت کا ایک دوسرے کو قائل کرنے کی کوشش کر رہے تھے 'ایک بزرگ جو اپنے پاس چھڑی رکھنے کے عادی تھے دوسرے بزرگ کو بھی یہ اچھی عادت اختیار کرنے کی تلقین کر رہے تھے اور اس کے فوائد بتا رہے تھے کہ فلاں موقع پر میں نے رات کو عبادت سے واپس گھر جاتے ہوئے ایک بڑا سانپ مارا تھا۔ اور اب ان کو چھڑی رکھنے کی ایسی عادت ہو گئی ہے کہ اب چھڑی کے بغیر وہ اپنے آپ کو نامکمل سا اور غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ ان کی باتیں سن کر دل ہی دل میں مجھے خیال آیا کہ شاید میں بھی کسی نیک ساعت میں اس عادت کو اختیار کر لوں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی احساس تھا کہ پھر احباب کچھ ایسے تبصرے کریں گے کہ لو بھئی فلاں صاحب نے واقعی اپنے آپ کو بزرگ بنا لیا

باقی صفحہ 7 پر

خلافت لائبریری ربوہ

# اطلاعات و اعلانات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## عہدیداران و مربیان کرام سے گزارش

1- اولاد کی تربیت اور اس کو (کلام الٰہی) پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔

2- عہدیداران جماعت اور مربیان کرام (کلام الٰہی) پڑھانے کا باقاعدہ انتظام کریں۔

3- مجلس موصیان۔ انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ اور لجنات بھی تعلیم (کلام الٰہی) کے لئے بھرپور کوشش کریں۔

(کلام الٰہی) کے پروگراموں کو رائج کرنے کے لئے واقفین عارضی کی فوری ضرورت ہے۔ پس جماعت کا ہر فرد مرد ہو یا عورت ہر سال کم از کم دو ہفتے وقف کرے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہے۔

"اے زمین و آسمان کے نور! تو ایسے حالات پیدا کر دے کہ دنیا کا مشرق بھی اور دنیا کا مغرب بھی۔ دنیا کا جنوب بھی اور دنیا کا شمال بھی نور (کلام پاک) سے بھر جائے اور سب شیطانی اندھیرے ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیں۔"

(نظارت اصلاح وارشاد۔ وقف عارضی)

## آسٹریلین ڈویلپمنٹ کارپوریشن سکالرشپ کا تعارف

○ آسٹریلیا میں پوسٹ گریجوایشن سٹڈیز کے لئے حکومت آسٹریلیا آسٹریلین ڈویلپمنٹ کارپوریشن سکالرشپ کا اعلان کرتی ہے۔ یہ سکالرشپ آسٹریلین ہائی کمیشن اسلام آباد کے ذریعہ دیا جاتا ہے۔

یہ سکالرشپ ایگریکلچر' ایجوکیشن' ماحولیاتی سٹڈیز' ہیلتھ' پاپولیشن' ٹیلی کمیونی کیشن اور ٹرانسپورٹ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والوں کو دیا جاتا ہے۔ اس کا اعلان تمام انگریزی روزناموں میں شائع ہوتا ہے۔ یہ اعلان اکتوبر 1995ء کے دوسرے یا تیسرے ہفتہ میں متوقع ہے۔ جونہی اخبارات میں یہ اعلان آیا نظارت تعلیم الفضل میں اس کا حوالہ شائع کر دے گی۔ تاہم طلبہ اپنے طور پر بھی ان دنوں اخبارات کا مطالعہ ضرور کریں تاکہ بروقت اپلائی (Apply) کر سکیں۔

(نظارت تعلیم)

## ضرورت ٹیچر

○ ناصر فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) ربوہ کو اپنے تعلیمی

ادارہ نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں دو کیمسٹری ٹیچرز (مرد) کی ضرورت ہے۔ خواہش مند حضرات جو ربوہ میں کام کر سکیں اپنی درخواستیں مکمل کوائف کے ساتھ مورخہ 95-10-19 تک بنام چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن (دفتر نظارت تعلیم ربوہ) میں جمع کروا دیں۔ ہر درخواست دہندہ اپنی درخواست صدر حلقہ جماعت کی تصدیق کے ساتھ بھجوائے۔ کم از کم تعلیمی قابلیت ایم ایس سی کیمسٹری۔

(چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) ربوہ)

## عطیۂ خون

خدمت بھی
عبادت بھی

(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق۔ ربوہ)

بقیہ صفحہ 1

حاصل کرتا ہے (صاحب ایمان)۔

لغت عربی ذکر کے معنی کرتے ہوئے یہ بیان کرتی ہے کہ ذکر زبان سے بھی ہوتا ہے اور دل کے ساتھ بھی کیا جاتا ہے۔ زبان سے ذکر کرنے کے لئے ہمیں کہا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا وِرد کرو۔

خدا تعالیٰ کی تقدیس کرو تحمید کرو' اس کی حمد کرو۔ اسے ہر نقص سے پاک قرار دو' زبان کے ساتھ اقرار کرو۔ اپنے نفس کے سامنے بھی اور دنیا کے سامنے بھی کہ جس اللہ پر ہم ایمان لائے ہیں وہ قدوس ذات ہے۔ وہ ہر قسم کے نقص اور عیب اور کمزوری اور برائی سے پاک ذات ہے۔ کسی قسم کی کمزوری اور برائی ہمارے اللہ کی طرف منسوب ہی نہیں ہو سکتی اور ہر قسم کی تعریف کا سرچشمہ بھی وہی ہے یعنی جہاں کہیں کسی اور میں ہمیں کوئی تعریف کے قابل چیز نظر آتی ہے اس کا سرچشمہ اور منبع خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور تمام محامد کا مرجع اس کی ذات ہے۔ ہر حمد خدا تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔

(از خطبہ یکم اپریل 1977ء)

بقیہ صفحہ 6

ہے۔ حالانکہ جو کچھ وہ ہے ہمیں سب پتہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

دن کے گیارہ بجے ہم حافظ آباد پہنچ گئے۔ اور مکرم محمد زاہد صاحب کے خسر مکرم عبدالرشید خان صاحب نے اپنے عزیزوں کے ساتھ بارات کا استقبال کیا۔ اور ہمیں جلالپور بھٹیاں روڈ سے ملحق آبادی میں ایک گرلز سکول میں ٹھہرایا۔ پہنچنے کے کچھ دیر بعد ٹھنڈے مشروب سے ہماری تواضع کی گئی۔ اور ساڑھے بارہ بجے کھانا کھلایا گیا۔ چونکہ احمدیہ بیت الذکر یہاں سے زیادہ دور نہیں تھی اس لئے ہم نے یہی طے کیا کہ جمعہ وہیں ادا کیا جائے یہ بیت الذکر جلالپور بھٹیاں روڈ پر واقع ہے اور بہت مضبوط اور خوشنما ہے۔ وہاں پر بہت رونق اور گہما گہمی تھی۔ معلوم ہوا کہ آج خدام الاحمدیہ ضلع حافظ آباد کا سالانہ اجتماع ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خدام اجتماع کی تقریب میں شمولیت کی وجہ سے بہت خوشی محسوس کر رہے ہیں۔ ان کے چہروں سے اپنے اعلیٰ مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے غیر معمولی عزم کا اظہار ہوتا تھا۔ اور ان کی آنکھوں کی چمک ان کی دلی مسرت کا اظہار کر رہی تھی جو انہیں اس تقریب میں شامل ہونے سے میسر ہوئی تھی۔ جمعہ کے بعد ان کا اختتامی پروگرام تھا۔

4 بجے سہ پہر دعا کے بعد بارات حافظ آباد سے روانہ ہوئی۔ اور قریباً چھ بجے ہم واپس ربوہ بخیریت پہنچ گئے۔ اس وقت ڈش پر پیارے آقا کا خطبہ جاری تھا۔ جس کا ابتدائی حصہ تو ہم سفر کی وجہ سے نہ سن سکے لیکن آخری حصہ سننے کی وجہ سے کسی قدر محرومی کے احساس سے بچ گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مکرم محمد زاہد صاحب نے زندگی کے جس نئے سفر کا آغاز کیا ہے یہ ان کے لئے دینی اور دنیوی ہر لحاظ سے بہت سی خوشیوں کا موجب ہو۔ آمین

بقیہ صفحہ 3

شاید اس خدمت خلق کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم جیسی دولت سے مالا مال کر دیا جبکہ اردو میں آپ کا کوئی استاد نہیں ہے مگر آپ نے اردو اور پنجابی میں خوب مہارت حاصل کی جزوی طور پر عربی بھی جانتے تھے۔ آپ شرک و بدعت جھوٹ و فریب سے پاک۔ آپ عبادات کے پابند تھے شاید یہی عمل آپ کو احمدیت میں لانے کا باعث بنا ہو آپ تقریباً 1895ء میں پیدا ہوئے اور 1928ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اس گاؤں میں آپ اکیلے احمدی ہوئے آپ کی بہت مخالفت ہوئی یہ پھر کسی موقعہ پر ذکر کیا جاوے گا مخالفت کے باوجود بھی غیراز جماعت دوستوں کے خطوط اور درخواستیں وغیرہ لکھ کر دیتے رہے اس طرح آپ کے علم میں اضافہ ہوتا رہا احمدی ہونے کے بعد آپ نے کتب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سیٹ اور بہت ساری کتب سلسلہ خرید کر مطالعہ کیا اور دعوت الی اللہ کے رنگ میں شاعری کی طرز پر پنجابی زبان میں قصے لکھے۔

آپ کو مطالعہ کا اتنا شوق تھا کہ مرکزی ہر رسالہ کے آپ خریدار تھے اخبار الفضل تو آپ کے لئے روح کی غذا تھی جب تک آپ اسے پڑھ نہیں لیتے تھے چین نہیں آتا تھا غرض مطالعہ کے بہت سے فوائد ہیں علم میں اضافہ اور دنیا کی سیر ظاہری لحاظ سے اس عاجز کی تعلیم بھی نہ ہونے کے برابر ہے سندھی میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور اردو میں میرا کوئی استاد نہیں ہے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کتب سلسلہ ورسائل میرے استاد ہیں اخبار الفضل تو روحانی مائدہ ہے جب تک اسے پڑھ نہ لوں چین نہیں آتا۔ خاکسار نے بھی اس معاملہ میں محترم والد صاحب کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی یعنی ایثار کو اپنایا ہے جب بھی کسی نے آ کر کہا خط درخواست وغیرہ لکھ دی انکار نہیں کیا اس ناچیز کو بھی بہت فائدہ پہنچا ہے خاکسار کا ایک بھائی جو کہ کالج کا فارغ التحصیل ہے لکھ رہا تھا کہ وِدآؤٹ کالج نو نالج تو ہمارے بہنوئی خورشید الرب صاحب انسپکٹر مال آگئے اور بھائی کو ڈانٹ دی کہ یہ خیال غلط ہے تجربہ سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ بغیر کالج کے علم میں اضافہ ہو سکتا ہے ویسے کالج کی زندگی بہت اچھی چیز ہے کالج کی زندگی کے بعد پھر بھی مطالعہ کی ضرورت ہے آجکل بچوں اور نوجوانوں کا مطالعہ کی طرف رجحان بہت کم ہے ایک مثل مشہور ہے کہ ایک بچے نے امتحانی پرچوں کے ساتھ کچھ نقدی ٹانک دی اور ممتحن کو لکھ دیا کہ خزانے کی چابی تیرے پاس ہے اگر پاس کر دے تو کیا بات ہے ممتحن نے جواب دیا کتابوں کی گٹھڑی تیرے پاس تھی اگر محنت کرتا تو کیا بات تھی۔ آخر میں احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت توانائی اور بینائی کو قائم رکھتے ہوئے ذخیرہ کتب کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ صفحہ 5

سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ اور آزمائے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا خوف اور عاقبت کا ڈر اکثر دلوں سے دور ہو چکا ہے۔ اور انسانی قدریں پامال ہو رہی ہیں۔ آج کی مادر پدر آزاد نسل ذرا سی....... رنجش پر ہر حربہ استعمال کرنے پر اتر آتی ہے۔ اس میں والدین کی تربیت کی کمی ہے۔ یا آج کل کی نسل کی اکثریت پیدائشی بے باک ہے؟ اس سوال پہ ہر پاکستانی کو درد دل سے غور کرنا چاہئے۔ اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لئے آسمان سے سکینت کا سامان فرمائے۔ اور تخریبی کارروائیوں کی بجائے تعمیری کاموں میں وقت صرف کرنے لگ جائیں جو ملک اور قوم کے لئے بہتری اور ترقی کا موجب ہوں۔

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah
خلافت لائبریری ربوہ

# خبریں

**ربوہ: 9- اکتوبر-1995ء**
درجہ حرارت کم از کم 24 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 34 درجے سنٹی گریڈ

○ پیپلزپارٹی پنجاب کے صدر اور پنجاب کابینہ کے رکن مسٹر مشتاق اعوان کو سینئر وزیر بنا دیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے گورنر وزیراعلیٰ ارکان اسمبلی اور پارٹی عہدیداروں کے ساتھ مشورے کے بعد کیا۔ بلدیات کی بجائے اب ان کے پاس داخلہ اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے محکمے ہوں گے۔ ان کا الگ سیکرٹریٹ ہو گا۔ وزیراعظم نے اس روز 27 ارکان اسمبلی و سینٹ سے ملاقات کی۔ بعد میں دوپہر کے کھانے پر بے نظیر بھٹو نے گورنر راجہ سروپ۔ وزیراعلیٰ سردار عارف نکئی' پیپلز پارٹی کے مرکزی سیکرٹری جنرل شیخ رفیق احمد اور مشتاق اعوان سے مختلف اہم معاملات پر صلاح و مشورہ کیا۔

○ کلرکوں نے اپنے مطالبات منوانے کے لئے پانچ روزہ ہڑتال شروع کر دی ہے۔ کلرکوں نے خیبر سے لے کراچی تک دفتری نظام مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ دفتروں کے گیٹ بند کر دیئے گئے۔ سرکاری گاڑیاں نکلنے نہ دی گئیں۔ افسر ڈیوٹی پر نہ آسکے جو آ گئے انہیں واپس جانا پڑا۔ ضروری کاموں کے لئے آنے والوں کو زبردست پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ ایکشن کمیٹی کے ارکان نے مختلف دفاتر کا دورہ کر کے یہ اطمینان حاصل کیا کہ ہڑتال ٹھیک طرح جاری ہے۔

○ کلرکوں نے اعلان کیا ہے کہ اب ہم رہیں گے یا حکومت بجلی مہنگی' گیس مہنگی' آٹا مہنگا' "مکھے مر گئے ہائے ہائے" کلرک گلے میں روٹیاں ڈال کر سڑکوں پر نعرے لگاتے رہے۔ کلرکوں کی تنظیم اپیکا کے عہدیداروں نے اعلان کیا ہے کہ ہم ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں ڈنڈا پکڑ کر اسلام آباد پر چڑھائی کریں گے۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہمارے دروازے کھلے ہیں نواز شریف کو مذاکرات کی میز پر آنا ہو گا۔ قائد حزب اختلاف پچھلے سال کی ہڑتال کا حشر یاد رکھیں۔ اب وٹو جیسا شاطر وزیراعلیٰ نہیں ہے۔ انہوں نے یہ باتیں اپوزیشن کی طرف سے 19- اکتوبر کو عوامی حکومت کے قیام کی دوسری سالگرہ پر یوم سیاہ منانے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہیں۔

○ وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ میں کشمیر پر قرارداد کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم نے امریکہ اور اقوام متحدہ سے مسئلہ کشمیر پر ثالثی کی اپیل کی ہے۔ پاکستان مصالحت کا ہر طریقہ قبول کرے گا۔ انہوں نے امریکہ پر زور دیا کہ وہ بھارت کو بات چیت پر آمادہ کرے۔ تاہم انہوں نے کہا کہ ہم غیر مشروط بات چیت نہیں کریں گے۔ بات چیت کا ایجنڈا ہو اس میں مسئلہ کشمیر سرفہرست ہو۔

☆○ پیپلزپارٹی کے راؤ ہاشم کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین منتخب کر لیا گیا ہے۔ اپوزیشن نے ان کے تقرر کی مخالفت نہیں کی۔ تاہم چار ارکان کمیٹی کے اجلاس میں شامل نہیں ہوئے۔ اجلاس سے پہلے اپوزیشن چیمبر میں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر گوہر ایوب نے کمیٹی کے ارکان سے صلاح مشورہ کیا۔ راؤ ہاشم نے کہا کہ ہم اس طرح کے جذبات سے کام کریں گے کہ مختلف محکموں میں ہونے والی بدعنوانیوں کو سامنے لایا جاسکے۔

○ سابق نگران وزیراعظم مسٹر بلخ شیر مزاری نے کہا ہے کہ صدر لغاری سے ہمارا اتحاد ٹوٹ سکتا ہے۔ اگر لغاری سردار خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے پر تلے ہوئے ہیں تو پھر اتحاد کو کوئی نہیں بچا سکتا۔ صدر فاروق لغاری سے سردار نصراللہ دریشک کی ملاقات پر بلخ شیر مزاری نے اس سخت ردعمل کا اظہار کیا ہے۔

○ پیپلزپارٹی کی حکومت کے دو سال میں مہنگائی میں 35 فیصد اضافہ ہوا اور 65 ارب روپے کے اضافی نوٹ چھاپے گئے۔ زرمبادلہ کے ذخائر 13- ارب سے بڑھ کر 47- ارب ہو گئے سٹاک مارکیٹ کی سرمایہ کاری میں مجموعی طور پر 62- ارب روپے کا اضافہ ہوا حکومت کے خلاف ہڑتالوں سے قومی معیشت کو 50- ارب روپے سے زائد کا نقصان ہوا۔

○ بے نظیر حکومت کے دو سال میں بیروزگاروں کی تعداد میں 12- لاکھ کا اضافہ ہوا۔ 20- ارب ڈالر کی ریکارڈ سرمایہ کاری کے معاہدے ہوئے مگر ان پر عمل در آمد کی رفتار تسلی بخش نہیں۔ نادہندگان کے ذمے قرضوں کی رقوم کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گئیں۔ پاکستانی کرنسی امریکی ڈالر اور برطانوی پاؤنڈ کے مقابلے میں بری طرح گر گئی۔ ان دو سالوں میں 155 ارب روپے کی غیر ملکی امداد حاصل کی گئی۔

○ وزیراعظم نے پنجاب میں ڈویژنل معاونین خصوصی مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ فیصلہ معاملات کو زیادہ موثر طور پر چلانے اور اراکین اسمبلی کی حکومت میں نمائندگی بڑھانے کے لئے کیا گیا ہے۔ یہ معاونین اپنے اپنے ڈویژن کے حکومتی معاملات کو کنٹرول کریں گے۔ وزیراعظم کو جواب دہ ہوں گے۔ وزیراعلیٰ اور سینئر وزیر ان کے مشوروں سے فیصلے کریں گے۔

○ وزیراعلیٰ پنجاب سردار عارف نکئی نے کہا ہے کہ تحصیل کی سطح پر فنی کالج قائم ہوں گے۔ کوتاہی کے مرتکب ڈاکٹروں کو نہیں چھوڑوں گا۔ بے روزگاروں کی فوج میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے موجودہ نظام تعلیم باعزت روزگار کے مواقع فراہم نہیں کرتا۔ آئندہ سرکاری ڈاکٹر صرف اپنے حلقہ کے کیس کا سرٹیفکیٹ جاری کر سکیں گے۔

○ تبلیغی جماعت نے اسرائیل میں 7 دعوتی مراکز کھول لئے۔ خصوصی وفد اردن کے راستے اسرائیل جا کر تبلیغ کرتے ہیں۔ بعض فلسطینی بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ اسرائیل جانے والے اکثر افراد رائے ونڈ مرکز کے تربیت یافتہ ہیں۔ 5- رکنی فلسطینی وفد بھی رائے ونڈ پہنچ گیا۔ تبلیغی جماعت کے نمائندے نے بتایا کہ اسرائیل میں 700 مساجد ہیں اکثر ویران ہیں۔ ہم جہاد پر نہیں نفس کے جہاد پر یقین رکھتے ہیں۔ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں انہوں کہا کہ تبلیغی جماعت کے وفود اسرائیل میں کوئی قابل اعتراض سرگرمی نہیں کرتے۔ بلکہ وہاں کی مساجد میں جا کر تبلیغ کرتے ہیں۔ اسرائیلی حکومت کو تبلیغی جماعت کی پرامن سرگرمیوں پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ اسرائیل میں بہت سے یہودی بڑے صبر و سکون سے ہمارے ساتھیوں کی باتیں سنتے ہیں۔ اور بحث و مباحثہ بھی کرتے ہیں۔

○ وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ ایٹمی مسئلہ اب پاکستان اور امریکہ کے درمیان کشیدگی کا باعث نہیں رہا۔ امریکہ نے یقین دلایا ہے کہ جو کچھ اس نے پاکستان کو دیا ہے وہ بھارت کو نہیں دیا جائے گا۔

○ گزشتہ ایک سال میں اقتصادی ترقی کی شرح 3 سے بڑھ کر 7ء4 فیصد ہو گئی۔ ابھی بھی مطلوبہ شرح یعنی 7ء6 فیصلہ سے کم ہے۔ اگلے سال یہ شرح 5ء6 فیصد تک پہنچ جانے کی امید ہے۔

○ مسلم لیگ (ن) اور (ج) کی مذاکراتی ٹیموں کے درمیان 5 گھنٹے تک بات چیت ہوئی۔ دونوں اطراف سے اتحاد کے لئے شدید خواہش کا اظہار کیا گیا۔

○ حکومت نے ملک میں دو جماعتی نظام لانے کے لئے آئینی ترمیم کو مسترد کر دیا ہے۔

○ پنجاب میں تعینات 13- پولیس افسروں کو چارج چھوڑنے کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا۔

○ عالمی بینک نے غازی بروتھا واٹر چینل کی تعمیر کے لئے ٹینڈروں کی منظوری دے دی ہے۔ 7- غیر ملکی کمپنیوں کو کنسورشیم کے لئے ٹھیکہ مل گیا۔

ضرورت کارکنان
ہمیں درج ذیل کارکنان کی ضرورت ہے خواہشمند اپنے محلہ کے صدر صاحبان کی وساطت سے درخواستیں بھجوائیں۔
۱- چوکیدار ترجیحاً سابق فوجی (رات کیلئے)
۲- خانساماں (باورچی) پاکستانی کھانے پکانا جانتا ہو
۳- ڈرائیور جس کی عمر ۲۵ سال سے کم نہ ہو
احمد برادرز۔ جی۔ ایس۔ اے پی آئی اے
گول بازار ربوہ
فون: 211065

دانتوں کا معائنہ مفت
ڈینٹسٹ رانا مدثر احمد
3½ تا 7½ بجے شام
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصےٰ چوک ربوہ

خواتین کی
لیکوریا
سیلکوریا
یونانی

ہر قسم کے جدید اور روایتی زیورات کا مرکز
فون: 487
انوار گولڈ سمتھ
اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
نزد الائیڈ بنک
پروپرائیٹر: انوار احمد ولد ڈاکٹر عبدالغفور زاہد صاحب سرگودھا

حسن نکھار مجربات!
روشن کاجل — آنکھوں کی حفاظت اور خوبصورتی کیلئے تحفہ قیمت ۔/۷
زر گل ہیئر آئل — بالوں کے قدرتی حسن کو قائم رکھتا دماغ کو تراوٹ اور ٹھنڈک پہنچاتا اور بالوں کو قبل از وقت سفید ہونے سے روکتا ہے۔ قیمت ۔/۲۰
حسن نکھار کریم — رکیل مہاسے اور چھائیوں کا علاج۔ قیمت ۔/۱۰
حسن نکھار اُبٹنہ — چہرہ میں شگفتگی، نکھار اور جاذبیت پیدا کرتا ہے قیمت ۔/۱۲
سفوف سکاکائی — بالوں کو لمبا، ملائم اور چمکدار بناتا ہے۔ سر کی بکری اور خشکی کو دور کرتا ہے۔ قیمت ۔/۱۲
ناصر دواخانہ۔ گولبازار ربوہ
فون: 212434-211434 (04524)